ترجمہ و تلخیص

حنیفیت ۔ دینِ ابراہیم علیہ السلام

الاستاذ عبداللطیف زکی ابو ہاشم
مترجم: محمد رضی الاسلام ندوی

قرآن کریم میں وارد الفاظ واصطلاحات میں سے ایک اہم لفظ 'حنیف' ہے۔ اس کا زیادہ تر استعمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ کے ساتھ اور شرک کے بالمقابل ہوا ہے۔ قرآن نے بہت زور دے کر یہ بات کہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی، بلکہ وہ 'حنیف مسلم' تھے۔ اس نے دین حنیف کو دین فطرت کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

مستشرقین کی تحقیقات

لفظ 'حنیف' کے سلسلے میں مستشرقین نے لغوی اور تاریخی تحقیقات کی ہیں۔ انہوں نے اس لفظ کی اصل مختلف زبانوں میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض لوگوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اسلام سے قبل اس کا اطلاق راہب پر ہوتا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ اس نام کا ایک فرقہ پایا جاتا ہے جو یہودی یا عیسائی تو نہ تھا، لیکن اس پر ان دونوں مذاہب کے اثرات تھے۔ اس سلسلے میں مستشرقین کی آراء پر مشتمل ضروری اقتباسات نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں 'حنیف' کے مقالہ نگار نے لکھا ہے:

''سب سے پہلے یہ جان لینا مناسب ہوگا کہ کچھ عبارتوں میں لفظ 'حنیف' ایسے معانی میں استعمال ہوا ہے جو قرآنی استعمال سے مختلف ہیں، افسوس کہ ان میں سے بیش تر عبارتوں کی صحت مشتبہ ہے، یا ان میں تاویلات کی گنجائش ہے، اس بنا پر اہل علم نے مختلف نتائج نکالے ہیں، مثلاً ولہوزن (Welhausen) نے لکھا ہے کہ لفظ 'حنیف' اصلاً عیسائی راہب پر دلالت کرتا تھا۔ ''دی غوی'' (Decieje) نے اس کے معنی 'کافر' بتائے

ہیں۔ مارگولیتھ (D.C.Margoliouth) کا خیال ہے کہ لفظ حنیف کے معنی اس کے تمام مواقع استعمال میں ''مسلم'' کے ہیں[۱]۔

بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ لفظ 'حنیف' کی اصل آرامی ہے۔ نصاریٰ کے نزدیک یہ لفظ معروف تھا۔ ان سے عہد جاہلیت کے عربوں نے لیا۔ اس کا اطلاق عربوں کے نزدیک توحید کے قائلین پر کیا جاتا تھا، خاص طور سے ان لوگوں پر جو یمن میں ظاہر ہوئے اور انہوں نے توحید اور رحمٰن کی عبادت کا اعلان کیا۔ اس مذہب کا ظہور یہودیت اور نصرانیت کے زیر اثر ہوا تھا۔ اس کے ماننے والے نہ یہود تھے نہ نصاریٰ، بلکہ ان کا مستقل ایک فرقہ تھا جس پر یہودیت اور نصرانیت دونوں کے اثرات تھے۔

بعض مستشرقین کی رائے ہے کہ اس لفظ کی اصل عبرانی زبان کا لفظ Tahannauth یا قدیم شامی زبان کا لفظ Hanef ہے جس کے معنیٰ تحنث یا عبادت گزاری کے ہیں، اس لیے کہ اس لفظ کا زہد اور زاہدوں سے تعلق ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس لفظ کی اصل عربی زبان کا لفظ 'تحنف' ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سریانی لوگ لفظ حنفہ (Hanfa) کا اطلاق 'صابئہ' پر کرتے تھے۔ لفظ 'حنف' کا استعمال جنوبی عرب کے نصوص میں ملتا ہے۔ ان میں اس کے معنی 'صبا' یعنی کسی جانب مائل ہونے اور کسی چیز سے متأثر ہونے کے ہیں۔

ہاملٹن گب نے لکھا ہے کہ لفظ حنیف آرامی زبان کے لفظ Hanfa سے معرّب ہے۔ یہ اصطلاح عہد ماقبل اسلام میں شام میں رائج ہوگئی تھی۔ اس کے معنیٰ اصلاً بت پرستی کی جانب میلان کے تھے۔

قسطر (Kister) نے اصطلاح ''التحنث''(AL-Tahannuth) پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ''علمائے حدیث نے لفظ تحنث کی مختلف تشریحات کی ہیں۔ ابن اسحاق کی روایت میں اس کے معنیٰ تبرّر (نیکی کرنا) اور بخاری کی حدیث میں 'تعبّد' (عبادت کرنا) ہیں۔ ابن ہشام نے اس کی جگہ 'تحنف' استعمال کیا ہے۔ بعض دیگر احادیث میں تحنث کی جگہ ''تنسّک'' کا لفظ آیا ہے۔ مثلاً حضرت عائشہؓ سے مروی

حدیثِ وحی جسے بلاذری نے نقل کیا ہے، بعض محققین نے 'تحنث' کے معنیٰ 'تحنف' بیان کیے ہیں، اس لیے کہ عہد جاہلیت میں حنیفیت کے پیرو تحنث (عبادت گزاری) کیا کرتے تھے۔ ج، ہرشفیلڈ نے لکھا ہے کہ لفظ 'تحنث' کی اصل عبرانی زبان کی ہے۔ اس نے تحنّف اور تحنّث کے درمیان کسی ربط سے انکار کیا ہے۔[۲]

شاہد نے لکھا ہے: ''ممکن ہے کہ حنث اور تحنث دونوں الفاظ حنف سے مشتق ہوں۔ حنث کے معنیٰ جھوٹی قسم کھانا اور تحنث کے معنیٰ مشرک کا انکار کرنا ہے''[۳]

قسطر نے اپنے مقالہ 'حنیف' میں واٹ (WATT) سے نقل کیا ہے کہ لفظ 'تحنث' کی اصل عبرانی زبان میں ہے اور اس کے معنیٰ عبادت گزاری کے ہیں۔[۴]

اس مقالہ میں کوشش کی جائے گی کہ پہلے حنیفیت کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ کی وضاحت کی جائے اور اس میں ہونے والی تبدیلیوں کا تجزیہ کیا جائے، پھر قرآن کریم اور احادیث نبوی میں اس کے مواقع استعمال پر غور کیا جائے اور مفسرین کرام کی تشریحات دیکھی جائیں۔ آخر میں حنیفیت اور اسلام کے ربط باہمی پر کچھ روشنی ڈالی جائے گی۔

حنیفیت کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ

ماہرین لغت نے ''حنیفیت'' کے لغوی اور اصطلاحی معانی کی وضاحت کی ہے۔ یہاں چند مشہور ماہرین لغت کے حوالے دیے جا رہے ہیں۔

خلیل بن احمد الفراہیدی نے لکھا ہے: ''حنف پیر کے اگلے حصے میں کجی کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے رَجُل احنف (لنگڑا آدمی) رِجْل حنفاء (ٹیڑھا پیر) احنف بن قیس کا نام احنف اسی لیے پڑا کہ اس کے پیر میں کجی تھی۔ اسی کی طرف نسبت سے تلواروں کی ایک قسم کو سیوف حنفیة کہا جاتا ہے۔ تحنّف فلان الی الشئ کے معنیٰ ہیں فلاں شخص اس چیز کی طرف مائل ہوا۔ حسب حنیف یعنی اسلامی حسب ونسب۔ حنیف اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہو اور بیت اللہ الحرام کا رخ کرے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حنیف وہ شخص ہے جو تمام معاملات میں اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لے اور ادھر ادھر نہ مڑے''[۵]

ابوالحسن احمد بن فارس بن زکریا فرماتے ہیں: ''حنف کجی کو کہتے ہیں۔ جو شخص اپنے پیروں کی پشت کے بل چلے اسے احنف کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حنف کا مطلب ہے پیر کا اندر کی طرف مڑا ہونا، رجل احنف اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے دونوں پیر مڑے ہوں، اس طور پر کہ دونوں پیروں کے اگلے حصے قریب اور ایڑیاں دور ہوں۔ حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو دینِ حق کی طرف مائل ہو۔ پھر اس کے مفہوم میں وسعت ہوئی اور حنیف عبادت گزار یا مختون کو کہا جانے لگا۔ اور تحنف کے معنیٰ 'اندازہ کر کے سیدھا راستہ اختیار کرنا' ہو گئے[۶]

ابن سیدہ نے لکھا ہے: ''حنف کا مطلب ہے دونوں پیروں کے انگوٹھوں کا آمنے سامنے ہونا۔ یہی بات جانوروں کے کھروں کے سلسلے میں بھی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا مطلب ہے پیر کا اس حد تک مڑ جانا کہ نیچے کا حصہ اوپر آ جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ حنف پیر کے اگلے حصے میں کجی کو کہتے ہیں۔ لنگڑے آدمی کو احنف کہا جاتا ہے۔ حَنَفَ وتَحَنَّفَ کے معنیٰ ہیں مائل ہونا۔ حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کی ملت پر بیت اللہ کی طرف رخ کر کے عبادت کرے۔ ابوذویب کا شعر ہے:

اقامت به کمقام الحنیف شهری جمادی وشهری صفر

(وہ جمادی کے دو مہینے اور محرم وصفر میں اس جگہ اس طرح ٹھہری رہی جس طرح عبادت گزار شخص اپنے ہیکل میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا ہے)

دین حنیف اسلام کو کہتے ہیں۔ حنیفیت سے مراد ملتِ اسلام ہے۔ حدیث میں ہے:

أحبّ الادیان الی الله الحنیفیة السمحة[۷] (اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دین حنیفیت ہے جس میں نرمی ہے)

راغب اصفہانی نے اس کی دوسری تعریف کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

''حنف سے مراد گم راہی سے اسلام کی طرف یا استقامت سے گم راہی کی طرف میلان ہے۔ حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو اس طرف میلان رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے: قَانِتاً لِلّٰہِ حَنِیْفاً، حَنِیْفاً مُّسْلِماً اس کی جمع حنفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ حَنَفَاءَ لِلّٰہِ (الحج ۳۷) تَحَنَّفَ کا مطلب ہے سیدھا راستہ اختیار کرنا۔ عرب حج کرنے والے یا ختنہ کرنے والے شخص کو حنیف کہا کرتے تھے۔ اس سے ان کا اشارہ اس بات کی طرف ہوتا تھا کہ وہ شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہے۔ احنف اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پیر میں کجی ہو۔ یہ نام اسے تفاولاً دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حنف کا استعمال مجرد میلان کے لیے بھی ہوتا ہے۸

علمائے لغت نے لفظ ''حنیف'' کے معنیٰ کی بھی وضاحت کی ہے۔ ابن قتیبہ نے لکھا ہے: ''حنیف کے معنیٰ مستقیم'' (سیدھا) کے ہیں۔ لنگڑے شخص کو حنیف تفاولاً کہتے ہیں۔ مکی بن ابی طالب نے کہا ہے: حنیف اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنے دین سے نہ پلٹے۔ ابو حیان کہتے ہیں: حنیف سے مراد وہ شخص ہے جو حضرت ابرہیم علیہ السلام کے دین پر ہو۔ پھر عہد جاہلیت اور اس کے بعد اسلام میں ختنہ کرنے والے اور حج بیت اللہ کرنے والے کو حنیف کہا جانے لگا۔ حنف کے اصل معنیٰ میلان کے ہیں''۹

جوہری فرماتے ہیں: ''حنف پیر میں کجی کو کہتے ہیں، اس طور پر کہ ایک پیر کا انگوٹھا دوسرے پیر کے انگوٹھے کی طرف مڑا ہوا ہو۔ جس شخص کے پیر میں ایسی کجی ہو اسے احنف کہتے ہیں۔ ابن الاعرابی کا قول ہے: احنف اس شخص کو کہتے ہیں جو چھنگلیا کی جانب پیر کی پشت پر چلے۔ حنیف مسلم کو کہا جاتا ہے۔ تحنف کے معنیٰ ہے حنیفیت کے کام کرنا، ختنہ کرنا، بت پرستی سے دور رہنا۱۰ ارشاد باری تعالیٰ حُنَفَاءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ (الحج-۳۱) کی تفسیر میں ضحاک اور سدی نے حنفاء کی تشریح 'حُجّاج' سے کی ہے۱۱

ازہری نے سابقہ تعریفات کے ساتھ حنیف کی ایک ایسی تعریف بھی ذکر کی ہے جو قدیم معاجم میں نہیں ملتی۔ وہ یہ کہ ''حنیف اس کو کہا جاتا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہو'' مزید لکھتے ہیں ''عہد جاہلیت میں بت پرست لوگ کہتے تھے: ''ہم حنفاء ہیں، ابراہیم کے دین کے پیرو ہیں، اسلام آنے کے بعد مسلمان کو حنیف کہا جانے لگا''۱۲

علامہ ابن منظور نے بھی اس لفظ کے لغوی و اصطلاحی معانی پر تفصیل سے روشنی

ڈالی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے: ''حنیف خیر سے شر کی طرف یا شر سے خیر کی طرف مائل ہونے والے کو کہتے ہیں۔ ثعلب نے کہا ہے کہ اسی سے احنف ماخوذ ہے واللہ اعلم۔ خَنَفَ عَنِ الشَّیءَ وَتَخَنَّفَ کے معنیٰ ہیں مائل ہونا۔ حنیف اصطلاح میں اس مسلمان کو کہتے ہیں جو تمام ادیان سے منہ موڑ کر حق کی جانب مائل ہو جائے۔ کہا گیا ہے کہ حنیف اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی عبادت میں بیت اللہ الحرام کا رخ کرے اور ملت ابراہیم پر ہو۔ اس کے ایک معنیٰ مخلص کے بھی بتائے گئے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حنیف وہ شخص ہے جو اللہ کے معاملے میں بالکل یک سو ہو، ادھر ادھر مڑ کر نہ دیکھے۔ اسلام آنے کے بعد حنیفیت کے معنیٰ اسلام کی جانب میلان رکھنے اور اس پر قائم رہنے کے ہو گئے اور حنیف اس شخص کو کہا جانے لگا جو اسلام کی جانب صحیح میلان رکھتا ہو اور اس پر ثابت قدم ہو۔ جاہلیت میں حنیف اس شخص کو کہا جاتا تھا جو حج بیت اللہ، غسل جنابت اور ختنہ پر عامل ہو۔ اسلام کی آمد کے بعد ''حنیف مسلم'' کی تعبیر اختیار کی گئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مسلمان کو حنیف اس کے شرک سے انحراف کرنے کی وجہ سے کہا گیا ہے[۱۳]

صاحب معجم مجمع البحرین نے لکھا ہے: ''حنیف سے مراد مسلمان اور دین مستقیم کی طرف مائل ہونے والا ہے، اس کی جمع حنفاء ہے۔ حنف میں سیدھے ہونے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: **دین محمد حنیف** یعنی دین محمدی سیدھا ہے، اس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ حنیف عربوں کے یہاں اس شخص کو کہا جاتا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کا پیرو ہو۔ حنف کے اصل معنیٰ میلان کے ہیں۔ حدیث میں ہے: **بُعثت بالحنیفیة السمحة السهلة** یعنی مجھے بھیجا گیا ہے اس دین کے ساتھ جو بالکل سیدھا، نرم اور باطل سے حق کی طرف مائل ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: **احبّ دینکم الی اللـه الحنیفیة** یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین وہ طریقہ ہے جس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ حنفاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ادیان سے ہٹ کر دائرہ اسلام میں آ جائیں، مسلمان ہو جائیں اور تمام پیغمبروں پر ایمان لانے والے ہوں[۱۴]

امام زبیدی نے بھی حنیفیت کی مفصل تعریف کی ہے۔ فرماتے ہیں: ''حنف

میں سیدھا ہونے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، ابن عرفہ نے ارشاد باری **بل ملة ابراھیم حنیفاً** کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس شخص کا پیر ٹیڑھا ہو اسے احنف تفاولاً کہا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حنف پیر میں کجی کو کہتے ہیں۔ الصحاح اور العباب میں ہے: حنف پیر کی اس کجی کو کہتے ہیں جس کے نتیجے میں دونوں پیروں کے انگوٹھے آمنے سامنے ہو جائیں۔ اسی طرح اس کا اطلاق اس صورت پر بھی ہوتا ہے جس میں آدمی اپنے پیروں کی پشت کے بل چلے''۱۵

ماہرین لغت کی ان تشریحات سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ عربی کی قدیم وجدید تمام معاجم میں حنف کے لغوی معنیٰ کجی یا کسی متعین چیز کی طرف میلان کے ہیں۔ اصطلاح میں حنف بت پرستی سے دینِ ابراہیمی کی جانب میلان کو کہا جاتا ہے۔

۲۔ بعد میں اس اصطلاحی معنیٰ میں ترقی ہوئی اور حنیف کا اطلاق اس شخص پر ہونے لگا جو ختنہ کرے، بیت اللہ کا حج کرے اور مشرکوں کا ذبیحہ کھانے سے احتراز کرے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کا دین اختیار کرنے والے کو حنیف کہا جانے لگا۔ یعنی شرک اور بت پرستی، پھر یہودیت اور عیسائیت سے منہ موڑ لینے والا۔

۳۔ ماہرین لغت کی تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کے معنیٰ میں کچھ تبدیلی آئی ہے۔ ابتدا میں اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا تھا جو صحیح راستے سے انحراف کرے۔ مشرکینِ عرب بتوں کو پوجتے اور ان کے لیے جانوروں کو قربان کرتے تھے۔ ان کی نظر میں یہ صحیح طریقہ تھا۔ جو شخص اس طریقے سے انحراف کرتا تھا اسے وہ حنیف کہا کرتے تھے۔

۴۔ بعض علمائے لغت نے اپنی تعریفات میں ذکر کیا ہے کہ حنیف کا اطلاق دین مستقیم پر ہوتا ہے جو دین اسلام ہے۔

۵۔ لفظ حنیف کی تعریف بیان کرنے میں جدید معاجم نے قدیم معاجم پر کلیۃً انحصار کیا ہے اور کوئی نئی قابل ذکر چیز نہیں بیان کی ہے۔

قرآنی استعمالات

لفظ حنیف (جمع حنفاء) کا استعمال قرآن کریم میں بارہ مقامات پر ہوا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ وَقَالُوا كُونُوا هُوْدًا اَوْنَصَارٰی تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًاوَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (البقرة–۱۳۵)

یہودی کہتے ہیں: یہودی ہو تو راہ راست پاؤ گے، عیسائی کہتے ہیں عیسائی ہو تو ہدایت ملے گی، ان سے کہو "نہیں، بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیم کا طریقہ (اختیار کرو) اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھا۔

۲۔ مَاكَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًا وَّلَا نَصْرَانِيًا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّ مَاكَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران–۶۷)

ابراہیم نہ یہودی تھا نہ عیسائی، بلکہ وہ تو ایک مسلم یک سو تھا اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا۔

۳۔ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران–۹۵)

کہو اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے سچ فرمایا ہے، تم کو یک سو ہو کر ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرنی چاہیے اور ابراہیم شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔

۴۔ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّاتَّخَذَاللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا (النساء–۱۲۵)

اس شخص سے بہتر اور کس کا طریقہ زندگی ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یک سو ہو کر ابراہیم کے طریقے کی پیروی کی۔ اس ابراہیم کے طریقے کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنالیا تھا۔

۵۔ اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَااَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام–۷۹)

میں نے تو یک سو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

٦۔ قُلْ اِنَّنِی هَدَانِی رَبِّی اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْناً قِیَماً مِّلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفاً وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (الانعام-۱۶۱)	اے نبی کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے، بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیم کا طریقہ جسے یک سو ہوکر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔
۷۔ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفاً وَّلاَ تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (یونس-۱۰۵)	(اور مجھ سے فرمایا گیا ہے) کہ یک سو ہوکر اپنے آپ کو ٹھیک ٹھیک اس دین پر قائم کردے اور ہرگز ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہو۔
۸۔ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِیْفاً وَّلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (النحل-۱۲۰)	واقعہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ اپنی ذات میں ایک پوری امت تھا، اللہ کا مطیع فرماں اور یک سو، وہ کبھی مشرک نہ تھا۔
۹۔ ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفاً وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (النحل-۱۲۳)	پھر ہم نے تمھاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یک سو ہوکر ابراہیم کے طریقے پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔
۱۰۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفاً فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا (الروم-۳۰)	پس (اے نبی اور نبی کے پیرو) یک سو ہوکر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جمادو، قائم ہوجاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔
۱۱۔ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِه (الحج-۳۱)	یک سو ہوکر اللہ کے بندے بنو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔
۱۲۔ وَمَا اُمِرُوا اِلاَّ لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ (البینة-۵)	اور ان کو ان کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کرکے، بالکل یک سو ہوکر۔

آیاتِ بالا پر ایک نظر ڈالیں تو ان سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ پانچ مقامات پر لفظ حنیف ملۃ ابراہیم سے متصل آیا ہے: البقرہ-۱۳۵، آل عمران-۹۵، النساء-۱۲۵، الانعام-۱۶۱، النحل-۱۲۳۔

۲۔ نو مقامات پر حنیف کا استعمال مشرک سے متضاد معنیٰ میں ہوا ہے: البقرہ-۱۳۵، آل عمران-۶۷، ۹۵، الانعام-۷۹، ۱۶۱، یونس-۱۰۵، النحل-۱۲۰، ۱۲۳، الحج-۳۱۔

۳۔ دو مقامات پر قرآن نے دین حنیف کا تذکرہ اس حیثیت سے کیا ہے کہ وہ ابتدا میں تمام انسانوں کا دین (دین فطرت) تھا: الانعام-۷۹، الروم-۳۰۔

۴۔ ایک مقام پر قرآن نے حنیف اور یہودی یا مسیحی کے درمیان فرق کو لازم قرار دیا ہے: آل عمران-۶۷۔

۵۔ دو مقامات پر حنیف کا استعمال مسلم/اسلم کے ساتھ ہوا ہے: آل عمران-۶۷، النساء-۱۲۵۔

۶۔ ایک جگہ قرآن نے 'دین الحنفاء' کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے ''دین القیمۃ'' (صحیح اور درست دین) قرار دیا ہے: البینۃ-۵۔

مفسرین کی تشریحات

شیخ المفسرین ابن جریر طبریؒ آیت وَقَالُوا كُونُوا هُودًا اَوْ نَصَارٰى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (البقرۃ-۱۳۵) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یہود اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے اصحاب سے کہتے تھے: ''یہودی بن جاؤ'' تو ہدایت یافتہ ہوگے، اسی طرح نصاریٰ کہتے تھے: نصرانی بن جاؤ، تو راہ یاب ہوگے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا: اے محمد ﷺ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے، نہیں، بلکہ آؤ ہم سب ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کریں، وہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے پسند کیا ہے۔ وہ حنیفیت ہے۔ دیگر ملتوں کے سلسلے میں ہمارے درمیان اختلافات ہیں، لیکن ہم سب ملتِ ابراہمی پر جمع ہو سکتے ہیں''[۱۶]

ملت کی تشریح میں طبریؒ لکھتے ہیں:

''ملت سے مراد دین ہے اور حنیف کے معنیٰ ہیں سیدھا۔ جس شخص کے پیر میں کجی ہوتی ہے اسے احنف تفاؤلاً کہتے ہیں۔ جس طرح پُر خطر جگہ کو مفازہ (جائے نجات)

اور سانپ بچھو کے ڈسے ہوئے شخص کو سلیم (ہلاکت سے بچ جانے والا) تفاولاً کہا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق کس پر ہوتا ہے اس سلسلے میں اہل تاویل کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد حج کرنے والا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین کو حنیفیت کہا گیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانے کے لوگوں اور بعد کے لوگوں کے لیے مناسک حج میں اپنی اتباع لازم قرار دی ہے، لہذا جو بھی حج کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کے مناسک پر عمل کرے گا وہ حنیف مسلم اور دین ابراہیمی کا پیرو ہوگا'' ۱۷

امام قرطبیؒ نے لکھا ہے: ''بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ میں نتبع محذوف ہے۔ یعنی اے محمد آپ کہہ دیجئے کہ ہم ملۃ ابراہیم کی اتباع کریں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ اصلاً بل نهتدی بملة ابراهيم تھا۔ فعل وفاعل کے ساتھ حرف جر محذوف ہو جانے کی وجہ سے ملة منصوب ہو گیا ہے۔ حنیفاً حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کا مطلب ہے ناپسندیدہ ادیان سے مڑ کر حق کی طرف رخ کرنا۔ حنف کے معنیٰ میلان کے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حنیف اس لیے کہا گیا، کیوں کہ وہ اللہ کے دین کی طرف مائل ہو گئے تھے'' ۱۸

نسفیؒ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں اہل کتاب وغیرہ کی تعریض ہے، اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک دعویٰ تو یہ کرتا تھا کہ وہ ملتِ ابراہیمی کا پیرو ہے، لیکن حقیقت میں وہ شرک میں مبتلا تھے'' ۱۹

سورۂ انعام آیت: ۷۹ اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ حَنِيْفاً وَّمَااَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کی تفسیر میں طبریؒ فرماتے ہیں: ''مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتے تھے اور اپنی عبادتوں میں اس کی طرف رخ کرتے تھے، حضرت ابراہیمؑ نے حنیفاً کہہ کر ساتھ ہی یہ بھی وضاحت کر دی کہ میرا اللہ کی عبادت کے لیے اس کی طرف رخ کرنا اور اس معاملے میں اخلاص و استقامت توحید پر مبنی ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، جس طرح تم نے بہت سے دیوی دیوتاؤں کو شریک کر رکھا ہے'' ۲۰

سورۂ یونس آیت:۱۰۵ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفاً وَّلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کی تفسیر میں طبریؒ نے لکھا ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے آپ کو دین اسلام پر قائم رکھو۔ حنیفاً کا مطلب ہے اس پر جم جاؤ، یہودیت اور نصرانیت کی طرف مائل نہ ہو اور مشرکوں کی طرف بت پرستی نہ کرو''۲۱

سورۂ نحل آیت ۱۲۰ کی تشریح کرتے ہوئے امام طبریؒ لکھتے ہیں: ''اس آیت میں حنیف کے معنیٰ ہیں اللہ کی اطاعت کرنے والا''۲۲

حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (الحج-۳۱) کی تفسیر میں طبری کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگو بت پرستی سے بچو اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ''۲۳

سورۂ بیّنۃ آیت:۶ وَمَآاُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ کے ذیل میں امام طبری فرماتے ہیں: ''حنیفیت کے ارکان یہ تھے: ختنہ کرنا، ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کو نکاح کے لیے حرام سمجھنا اور مناسک حج ادا کرنا''۲۴

زمخشری حنیف کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''حنیف سے مراد وہ شخص ہے جو ملۃ اسلام کی طرف مائل ہو، اس سے ذرا بھی نہ ہٹے''۲۵

سورۂ روم کی آیت ۳۰ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفاً کی تفسیر میں زمخشری لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنا چہرہ دین کی طرف بالکل سیدھا رکھو، اِدھر اُدھر مڑ کر نہ دیکھو۔ یہ بات بطور تمثیل فرمائی گئی ہے۔ جو شخص کسی چیز میں دلچسپی رکھتا ہے وہ اس کی طرف بہت غور سے دیکھتا ہے، اس پر اپنی نگاہیں جما دیتا ہے اور ادھر ادھر نہیں دیکھتا۔ اس آیت میں حنیفاً حال ہے''۲۶

امام رازی فرماتے ہیں: ''حنفاء کے معنیٰ ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی اتباع کرنے والے''۲۷

تفسیر نسفی میں ہے ''حنفاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہوں اور جنھوں نے تمام باطل ادیان سے اپنا منہ موڑ لیا ہو، ۲۸، ''حنیف سے مراد وہ شخص ہے جس نے ہر باطل دین سے اپنا منہ موڑ کر دینِ حق کی طرف کر لیا ہو''۲۹

آل عمران کی آیت: ۶۷ کی تفسیر میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے جھوٹے دعووں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بری قرار دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ وہ حنیفیت اسلامیہ پر قائم تھے، مشرک نہیں تھے۔ حنیف وہ ہے جو توحید پر قائم ہو، حج کرے، قربانی کرے، ختنہ کرے اور قبلہ کا رخ کرے'' [۳۰]

آیت وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفاً (یونس-۱۰۵) کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: حنیف یعنی شرک سے انحراف کرنے والا، اسی لیے آگے فرمایا گیا کہ شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ'' [۳۱]

سورۂ حج کی آیت: ۳۱ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے: ''یعنی اللہ کے لیے دین کو خالص کرنے والے، باطل سے انحراف کر کے حق کا قصد کرنے والے'' [۳۲]

جدید مفسرین میں محمد فرید وجدی نے لفظ ''حنیف'' کی یہ تشریح کی ہے: ''حنف سے مراد استقامت کی جانب میلان ہے۔ حنیف سے مراد وہ شخص ہے جس نے باطل عقائد سے اپنا منہ موڑ لیا ہو'' [۳۳]

علامہ رشید رضا نے اس موضوع پر بہت اچھی بحث کی ہے، اسے یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے آیت وَقَالُوا كُوْنُوا هُوْدًا اَوْنَصَارٰى تَهْتَدُوا ، قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (البقرۃ-۱۳۵) کی تفسیر میں ''یہودیت اور نصرانیت کے علم برداروں کا رد اور ملتِ حنیفیت کی اتباع کی دعوت'' کے زیر عنوان لکھا ہے:

''گزشتہ آیات میں عربوں کو اسلام کی دعوت کے سیاق میں ملت ابراہیمی کی حقیقت واضح کی گئی تھی۔ پھر ان کے ساتھ اہل کتاب کو بھی شریک کر لیا گیا، اس لیے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے اور ان کی تکریم اور اتباع کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ اس مناسبت سے بیان کیا گیا کہ اللہ کا دین ایک ہے اور بنیادی طور پر تمام انبیاء اسی دین کو لے کر آئے تھے، ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا گیا کہ اہل کتاب اس حقیقت سے

ناواقف ہیں اور ان کی نظر صرف ہر دین کی فروع اور جزئیات تک محدود ہے، یا وہ صرف ان روایات کو جانتے ہیں جن کا انہوں نے تورات اور انجیل میں اضافہ کرلیا ہے۔ اس طرح ہر فریق نے ایمان کو اپنے لیے خاص کرلیا ہے اور دوسرے پر کفر اور الحاد کا الزام لگا رہا ہے، جب کہ ان کا نبی ایک اور ان کی کتاب ایک ہے۔ یہود یہودیت کی طرف اور نصاریٰ نصرانیت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک ہدایت کو اپنے اندر محصور مان رہا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہدایت یاب نہ تھے، اس لیے کہ وہ یہودی تھے نہ نصرانی، جب کہ وہ لوگ بھی انہیں امام الہدی والمہتدین سمجھتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں اپنے نبی کو یہ کہنے کی ہدایت فرمائی: قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا یعنی اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ آؤ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کریں، جن کے ہدایت یافتہ اور راہ یاب ہونے میں کوئی نزاع نہیں ہے، ملتِ حنیفیہ جادۂ مستقیم پر قائم ہے۔ اس میں کوئی انحراف اور کجی نہیں ہے، وہ توحید اور اخلاص پر قائم اور بت پرستی اور شرک سے پاک ہے''

''حنیف لغت میں مائل کو کہتے ہیں، اس کا اطلاق حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیا گیا۔ کیوں کہ ان کے زمانے میں لوگ کفر پر تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی مخالفت کی، اور ان کے راستے سے ہٹ گئے۔ مائل کو حنیف اسی وقت کہا جائے گا جب اس کا میلان پٹے پٹائے راستے سے ہو''[۳۴]

علامہ رشید رضا اس وقت کے عربوں کے مذہب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض عرب خود کو حنفاء کہتے تھے، وہ اپنی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب کرتے تھے اور ان کے دین پر عمل پیرا ہونے کے مدّعی تھے۔ اسی لیے دوسرے لوگ بھی انہیں حنفاء کہتے تھے۔ اس تسمیہ اور دعویٰ کا سبب یہ ہے کہ ان کے اسلاف واقعۃً ملتِ ابراہیمی پر عمل پیرا تھے، پھر وہ بت پرستی میں مبتلا ہوگئے جس کی بنا پر وہ اپنا عقیدہ اور اپنی ملت کے احکام واعمال بھول گئے، یا ان میں دوسری چیزوں کی آمیزش کرلی''[۳۵]

مفسرین کی ان تشریحات سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ حنیف لغوی اعتبار سے اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پیر میں کجی ہو۔

۲۔ اصطلاحی طور سے اس کے معنیٰ میں ترقی ہوئی اور اس کا اطلاق اس شخص پر ہونے لگا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ اختیار کیا ہو، اور یہود و نصاریٰ کے دین اور عربوں کی بت پرستی اور شرک سے دوری اختیار کی ہو۔

۳۔ قرآنی آیات میں حنیف اور حنفاء کا استعمال ان لوگوں کے لیے ہوا ہے جنھوں نے یہود اور نصاریٰ کے شرک کو رد کیا ہو۔ یہود نے حضرت عزیز علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنالیا اور تورات میں تحریف کر ڈالی، نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنالیا اور تثلیث کے قائل ہو گئے۔

۴۔ قرآن کریم میں اس کا استعمال ملت، گروہ اور دین کے معنیٰ میں ہوا ہے۔

حنیفیت احادیثِ نبوی میں

احادیث میں بھی حنیفیت، حنیف اور حنفاء کے مختلف استعمالات ملتے ہیں۔ حنیفیت کے مضمون پر مشتمل بنیادی طور پر دو حدیثیں ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص نے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی، میں ایک جگہ سے گزرا، وہاں کچھ پانی اور سبزہ نظر آیا، میرے جی میں آیا کہ یہیں پڑاؤ ڈال دوں اور دنیا سے کنارہ کش ہو جاؤں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لم ابعث بالیھودیة ولا النصرانیة، ولکنی بعثت بالحنیفیة السمحة[۳۶]	مجھے یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ نہیں بھیجا گیا ہے، بلکہ میری بعثت حنیفیت کے ساتھ ہوئی ہے جس میں نرمی ہے

اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا متعدد صحابہٴ کرام سے مختلف سندوں سے مروی ہے۔ اور اس کی تخریج متعدد کتب حدیث میں کی گئی ہے[۳۷]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

احبّ الدین الی اللہ الحنیفیة السمحة[۳۸]	اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین حنیفیت ہے، جس میں نرمی ہے۔

علامہ سیوطی نے دونوں کو ایک حدیث کے طور سے روایت کیا ہے[۳۹]

امام بخاریؒ نے جناب زید بن عمرو بن نفیل کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ وہ عہد جاہلیت میں دین حقیقی کی تلاش میں شام گئے، وہاں ایک یہودی عالم سے ملے اور اس سے اپنا دین سکھانے کی درخواست کی، اس نے جواب دیا کہ یہ اللہ کا پسندیدہ دین نہیں ہے، زید نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟۔اس نے کہا **ما اعلمه الا ان یکون حنیفاً** (میرا خیال ہے کہ وہ حنیف ہے) زید نے کہا: حنیف سے مراد کون سا دین ہے؟ اس نے جواب دیا: **دین ابراهیم علیه السلام ،لم یکن یهودیا ولا نصرانیا ، ولا یعبد الا الله** (حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین۔ وہ یہودی تھے نہ نصرانی، وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے) اسی روایت میں آگے ہے کہ زید اس کے بعد ایک عیسائی عالم سے ملے اور اس کے سامنے یہی بات رکھی تو اس نے بھی یہی جواب دیا[۴۰]

حضرت عیاض بن حمارؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا تو اس میں اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے فرمایا:

انی خلقت عبادی حنفاء کلهم ، وانهم اتتهم الشیاطین فاضلتهم عن دینهم [۴۱]	میں نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء پیدا کیا تھا۔ ان کے پاس شیاطین آئے اور انہیں ان کے دین سے بھٹکا دیا

ان احادیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ جس دین کی طرف دعوت دیتے تھے، اسے آپؐ نے راہبانہ رجحانات سے ممتاز کرنے کے لیے **حنیفیه سمحه** قرار دیا تھا۔

۲۔ حنیفیت یہودیت، نصرانیت اور عربوں کے مشرکانہ عقائد، کسی سے مستفاد نہیں تھی۔

۳۔ حنیفیت اصلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا، جو شرک سے پاک اور توحید خالص کے علم بردار تھے۔

۴۔ اسی دین کو لے کر حضرت محمد ﷺ کی بعثت ہوئی تھی۔

زمانۂ قبل از بعثت میں حنفاء

اسلام سے قبل عرب میں بت پرستی عام تھی۔ سورج، چاند، سیاروں، فرشتوں جنات اور آگ کی پرستش کرنے والے موجود تھے، کچھ تعداد میں دہریہ، صابئہ، ثنویہ اور یہود و نصاریٰ بھی پائے جاتے تھے، ان کے علاوہ اس معاشرہ میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے ان تمام ادیان، مذاہب اور فرقوں سے دوری اختیار کر رکھی تھی اور وہ دین حنیف کے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا، پیرو تھے۔ یہ لوگ 'حنفاء' کہلائے جاتے تھے۔ ان لوگوں میں عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف، شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی، ابوامیہ بن المغیرہ المخزومی، حارث بن عبید المخزومی، زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی العدوی، عامر بن خزیم الجمحی، عبداللہ بن جدعان التیمی، مقیس بن قیس السہمی، عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ اور ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے نام قابل ذکر ہیں[۴۲]

حنفاء میں عثمان بن الحویرث بن اسد بن عبد العزی کا بھی نام آتا ہے۔ انہوں نے نصرانیت اختیار کر لی تھی۔ نصرانیت اختیار کرنے والوں میں ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی کا بھی نام آتا ہے، ان میں عبیداللہ بن جحش بن ریاب الاسدی بھی تھے، یہ بنی امیہ کے حلیف تھے، انہوں نے اسلام قبول کیا اور حبشہ ہجرت کی۔ وہاں انہوں نے نصرانیت اختیار کر لی تھی[۴۳]

کتبِ سیر و سوانح میں زید بن عمرو بن نفیل کا تذکرہ کسی قدر تفصیل سے ملتا ہے، وہ عہد جاہلیت میں ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے اور کہا کرتے تھے: ''میرا معبود وہی ہے جو ابراہیم کا معبود ہے اور میرا دین وہی ہے جو ابراہیم کا دین ہے'' وہ قریش کے ذبیحوں پر تنقید کرتے تھے اور کہتے تھے: ''بکری کو اللہ نے پیدا کیا ہے، وہی اس کے لیے آسمان سے پانی برساتا اور زمین سے سبزہ اگاتا ہے، لیکن تم لوگ اسے غیراللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو'' وہ آستانوں کے ذبیحوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعثت سے پہلے نبی ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی تھی[۴۴]

ایک روایت حضرت زید بن حارثہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں فرمایا:

انہ یُبعث یوم القیامۃ أمۃ واحدۃ ۴۵ وہ قیامت کے دن ایک امت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے

ابن ہشام نے بیان کیا ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل حنیفیت کی تلاش میں ایک مرتبہ شام گئے۔ وہاں بلقاء میں ان کی ملاقات ایک راہب سے ہوئی جو عیسائیت کا ایک بڑا عالم تھا۔ اس سے انہوں نے حنیفیت یعنی دین ابراہیم کے بارے میں دریافت کیا، اس نے جواب دیا: تم جو کچھ چاہتے ہو وہ اس وقت کسی کے پاس نہیں ملے گا، البتہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ گیا ہے جو تمھارے وطن ہی میں ظاہر ہوگا، اس کی بعثت دین ابراہیم حنیفیت پر ہوگی'' یہ سن کر زید نے واپس مکہ کا رخ کیا، لیکن راستے میں انہیں قتل کر دیا گیا ۴۶

حنیفیت اور اسلام کے درمیان تعلق

قرآن کریم کی جن آیات میں حنیفیت کا ذکر ہے ان میں سے بیش تر مکّی ہیں، یعنی بعثت کے اوائل میں نازل ہوئی ہیں۔ ان میں عربوں کے شرک پر تنقید کی گئی ہے اور جو آیات مدنی ہیں وہ بھی یہود کی مذمت کے سیاق میں نہیں ہیں، بلکہ ان میں بھی شرک کے سلسلے میں عربوں کی مذمت کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں سات مقامات پر حنیفیت کا ذکر ملۃ ابراہیم سے متصل آیا ہے۔ نو مقامات پر اسے شرک کے بالمقابل پیش کیا گیا ہے، دو مقامات پر اسے انسان کا فطری اور اساسی دین کہا گیا ہے، بعض آیات میں قرآن نے حنیف اور یہودی و نصرانی کے درمیان فرق کرنے پر زور دیا ہے۔ دو مقامات پر لفظ حنیف کا استعمال اَسلَم اور مُسلم کے الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے، یہ دونوں مقامات مدنی سورتوں کے ہیں، ایک جگہ قرآن نے دینِ حنفاء کو دین القیمۃ (نہایت صحیح و درست دین) قرار دیا ہے۔ اس تفصیل سے حنیفیت اور اسلام کے درمیان گہرے تعلق کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ ملتِ ابراہیمی درحقیقت ملتِ اسلام ہے اور حنیف اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلام کے علاوہ تمام ادیان و مذاہب سے اپنا منہ موڑ لے۔ حدیث میں اسی کو دین فطرت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن مولود الایولد علی الفطرۃ ، فابواہ یھوّدانہ او ینصّرانہ او یمجّسانہ [۲۷]

ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے، مگر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں

خلاصۂ بحث

حنیفیت کے سلسلے میں پوری بحث کا خلاصہ درجِ ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ حنیفیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے توحید کا دین تھا۔

۲۔ حنیفیت اور یہودیت، اسی طرح حنیفیت اور مسیحیت کے درمیان جوہری فرق ہے۔

۳۔ حنیفیت توحید خالص کا دین ہے جو شرک کی تمام صورتوں سے مبرّا ہے، خواہ وہ یہود اور نصاریٰ کا شرک ہو۔

۴۔ دین حنیف (دین ابراہیم) اور عرب کے بت پرستوں کے دین میں کلّی اختلاف ہے۔

۵۔ اسلام حنیفیت کا اولین جانشین ہے، اور وہی اس کے معتقدات کا امین ہے۔

حواشی و مراجع

۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا عربی ایڈیشن) ترجمہ احمد شناوی ودیگر، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۲۷/۸

۲۔ حوالہ سابق، ص ۲۲۹

۳۔ حوالہ سابق

۴۔ حوالہ سابق

۵۔ کتاب العین، ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد الفراہیدی، دار الرشید للنشر بغداد،

بدون تاریخ،۳/ ۲۴۸
۶۔ معجم مقاییس اللغۃ ، ابوالحسین احمد بن فارس، دار الفکر بیروت،۱۹۷۹ء،۲/ ۱۱۰-۱۱۱
۷۔ المحکم والمحیط الاعظم فی اللغۃ ، علی بن اسماعیل بن سیدہ، مطبعۃ البابی الحلبی مصر، ۳/ ۲۹۰-۲۹۱
۸۔ المفردات فی غریب القرآن ، ابو القاسم الحسین بن محمد الراغب الاصبہانی، دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر ، بیروت ،ص۱۳۳-۱۳۴
۹۔ المعجم الجامع لغریب مفردات القرآن الکریم
۱۰۔ معجم الصحاح،۴/ ۱۳۴۷
۱۱۔ التکملۃ والذیل والصلۃ لکتاب تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ ،محمد بن حسن صغانی، مطبعۃ دار الکتب قاہرہ،۱۹۷۰ء،۴/ ۴۵۵-۴۵۶
۱۲۔ تہذیب اللغۃ ، ابومنصور محمد بن احمد ازہری، تحقیق عبداللہ درویش قاہرہ، مادہ 'حنف'
۱۳۔ ملاحظہ کیجئے لسان العرب، ابن منظور، دار صادر للطباعۃ والنشر بیروت، ۱۹۵۵ء،۹/ ۵۷-۵۸
۱۴۔ مجمع البحرین، فخر الدین الطریحی، دار مکتبۃ الہلال بیروت،۱۹۸۵ء،۵/ ۴۰-۴۱
۱۵۔ تاج العروس من جواہر القاموس، مرتضی زبیدی، طبع بولاق بدون تاریخ،۶/ ۷۶
۱۶۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر طبری) دار الفکر بیروت،۱۹۸۱ء،۱/ ۴۴۰
۱۷۔ حوالہ سابق ،۱/ ۴۴۱
۱۸۔ تفسیر القرطبی،۲/ ۹۵
۱۹۔ تفسیر النسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود، مطبعۃ دار احیاء الکتب العربیۃ، قاہرہ، بدون تاریخ ۱/ ۷۷
۲۰۔ تفسیر طبری، ۵/ ۱۶۵
۲۱۔ حوالہ سابق ، ۷/ ۱۲۱-۱۲۲
۲۲۔ حوالہ سابق ، ۷/ ۱۲۸-۱۲۹
۲۳۔ حوالہ سابق ،۱۰/ ۲۷
۲۴۔ حوالہ سابق ،۱۲/ ۱۷۰
۲۵۔ الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ البابی الحلبی واولادہ مصر،۱۹۷۲ء،۲/ ۴۳۴

۲۶۔ حوالہ سابق، ۲/۲۲۲
۲۷۔ مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) فخر الدین رازی ۵/۵۸۹-۵۹۹
۲۸۔ تفسیر نسفی، ۴/۳۷۱
۲۹۔ حوالہ سابق، ۴/۷۷
۳۰۔ تفسیر قرطبی، ۲/۱۳۹-۱۴۰
۳۱۔ مختصر تفسیر ابن کثیر، محمد علی صابونی، دار القرآن الکریم بیروت، ۱۹۸۱ء، ۲/
۳۲۔ حوالہ سابق، ۲/۵۵۷
۳۳۔ المصحف المفسّر، محمد فرید وجدی، سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۴
۳۴۔ تفسیر القرآن الحکیم (تفسیر المنار) محمد رشید رضا، مطبعۃ المنار قاہرہ ۱۳۴۶ھ، ۱/۴۸۰
۳۵۔ حوالہ سابق
۳۶۔ مسند احمد، ۵/۱۶۶
۳۷۔ ملاحظہ کیجئے طبقات ابن سعد، ۷/۲۰۹، الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۴۸۶، الجامع الکبیر للسیوطی، ۳/۵۰۸، ۵۱۳، الفتح الکبیر ۲/۷، کشف الخفاء ومزیل الالتباس للعجلونی، ۱/۳۴۰، معجم شیوخ ابی یعلی الموصلی، ص ۱۶۵
۳۸۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب الدین یسر (تعلیقاً) مسند احمد، ۱/۲۲۶
۳۹۔ جامع الاحادیث للجامع الصغیر وزیادتہ والجامع الکبیر، جمع وترتیب عباس احد صقر واحمد عبدالجواد، بدون تاریخ، ۳/۵۱۲
۴۰۔ صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل، حدیث نمبر ۳۸۲۶
۴۱۔ مسند احمد، ۴/۱۶۲، صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، باب الصفات التی یعرف بہا فی الدنیا اہل الجنۃ واہل النار
۴۲۔ کتاب المنمق فی اخبار قریش، محمد بن حبیب بغدادی، تعلیق خورشید احمد فارق، عالم الکتب، ص ۴۲۲
۴۳۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ابن الاثیر الجزری، دار احیاء التراث، بدون تاریخ، ۲/۲۳۷-۲۳۸، کتاب المحبر، ابن حبیب البغدادی، دار الآفاق الجدیدۃ، ص ۱۷۱-۱۷۲
۴۴۔ اسد الغابۃ، ۲/۲۳۶-۲۳۷

۴۵۔ حوالہ سابق، ۲/ ۲۳۷

۴۶۔ سیرۃ ابن ہشام، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر، ۱۹۳۷ء، ۱/ ۲۴۹-۲۵۰

۴۷۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۂ روم، باب لاتبدیل لخلق اللہ، حدیث نمبر ۴۷۷۵، صحیح مسلم، کتاب القدر، باب معنیٰ کل مولود یولد علی الفطرۃ، حدیث نمبر ۲۶۵۸، یہ حدیث سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، موطا امام مالک اور مسند احمد میں بھی مروی ہے۔

اعلانِ ملکیت سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی، فارم: ۴، رول: ۹

۱۔ مقام اشاعت: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ
۲۔ نوعیت اشاعت: سہ ماہی
۳۔ پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری
۴۔ قومیت: ہندوستانی
پتہ: دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۵۔ ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری،
پتہ: دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۶۔ ملکیت: ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی، پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ

<u>بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی</u>

۱۔ مولانا سید جلال الدین عمری (صدر)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی (سکریٹری)
فریدی ہاؤس، سرسید نگر، علی گڑھ (یوپی)
۳۔ ڈاکٹر محمد رفعت (خازن)
شعبۂ فزکس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
۴۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری (رکن)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۵۔ مولانا محمد فاروق خاں (رکن)
۱۳۵۳- بازار چتلی قبر، دہلی - ۶
۶۔ مولانا مطیع اللہ کوثر یزدانی (رکن)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی، ۲۵
۷۔ جناب ٹی، کے، عبداللہ (رکن)
مالاتھن کنڈی ہاؤس، بیلیری، کالی کٹ
۸۔ ڈاکٹر احمد سجاد (رکن)
طارق منزل، بریاتو ہاؤسنگ کالونی، رانچی
۹۔ جناب محمد جعفر (رکن)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۱۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (رکن)
مزمل منزل کمپلکس، علی گڑھ (یوپی)
۱۱۔ انجینیر سید سعادت اللہ حسینی (رکن)
ناندیڑ

مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔

پبلشر
سید جلال الدین عمری